مذہب اسلام میں اظہار رائے کی آزادی

جس دنیا میں ہم زندگی بسر کررہے ہیں وہ مختلف الاعقائد سماجوں پر مشتمل ہے۔ ایسی دنیا میں مسلمانوں نے ان تمام طرح کے عقائد پر صبر و تحمل کا اظہار کرنا ضروری ہے، جن سے ان کا سامنا ہوتا ہے، چاہے وہ عقائد کچھ بھی ہوں، کیسے بھی ہوں؛ اور انھوں نے ان کے سلوک میں معافی، انصاف اور انسانیت کو مدّ نظر روا رکھنا چاہیئے۔ ایمان والوں پر یہ ذمّہ داری عائد کی گئی ہے تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تبارک تعالی' کے امن اور صبر و تحمل والے خوبصورت مذہب کی دعوت دیں۔
اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انداز فکر، نظریات اور زندگی کی اظہار رائے کی آزادی مہیّا بھی کرتا ہے اور ضمانت بھی دیتا ہے۔ اس نے لوگوں میں تناؤ، تنازعہ، بہتان بازی اور یہاں تک کہ منفی سوچ کی روک تھام اور ممانعت کے لیے احکام بھی جاری کیے ہے۔ اسی طرح اسلام ثابت قدمی سے دہشت گردی اور تشدّد کے تمام اشکال/صورتوں کی مخالفت کرتا ہے، یہاں تک کہ اس نے لوگوں کے انداز فکر پر معمولی سے معمولی دباؤ ڈالنے کی بھی ممانعت کی ہے۔

کسی مذہب کو تسلیم کرنے یا اس کے کسی عقیدے کو اختیار کرنے کے لیے لوگوں کو زبردستی کرنا یہ اسلام کی روح اور بنیادی عقیدے کے سراسر خلاف ہے۔ اس لیے کیونکہ اسلام کے مطابق، سچّا اعتقاد اسی وقت ممکن ہے جب اس اعتقاد کو اپنانے کی اور ضمیر کی آواز پر لبّیک کہنے کی مکمل طور پر آزادی ہو۔ تاہم، قران مجید میں دیے گئے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنے کے لیے مسلمان ایک دوسرے کو مشورہ دے سکتے ہیں اور ہمّت افزائی کرسکتے ہیں۔ تمام ایمان والوں سے ممکنہ حد تک اطراف کے غیر مسلم لوگوں کے لیے بہترین طریقے سے قرآنی حسن اخلاق کا مظاہرہ ہونا ضروری ہے۔
" اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے ----- (سورہ النحل، ۱۲۵)

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں وہ مذہب کی خوبصورتیوں کو اجاگر کریں گے۔ تاہم، ساتھ ہی انھوں نے اس آیت کو بھی دھیان میں رکھنا ضروری ہے
"انھیں ہدایت پر لا کھڑا کرنا تیرے ذمّہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے جسے چاہتا ہے ۔۔۔" (سورہ البقرہ، ۲۷۲)

وہ جبرا" و قہرا" کسی پر اپنے خیالات لادنے کی طرف کبھی بھی مائل نہیں ہوگے اور نہ ہی کسی طرح کا جسمانی یا نفسیاتی دباؤ بنائیں گے۔ نہ ہی وہ کبھی بھی کسی کو مذہب کی جانب راغب کرنے کے لیے دنیوی مراعات استعمال کریں گے۔ انھوں نے جو کچھ کہا اگر اس کا منفی جواب انھیں ملتا ہے تب مسلمان ان سطور کے مطابق جواب دیں گے،
"تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔" (سورہ الکافرون، ٦)

جس دنیا میں ہم زندگی بسر کررہے ہیں وہ مختلف الاعقائد سماجوں پر مشتمل ہے: عیسائی، یہودی، بدھ مت، ہندو، ملحد، خدا کی وحی کا انکار کرنے والے، اور خدا کے وجود کا انکار کرنے والے بھی۔ مسلمانوں کو اس طرح کی دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے ان کے مدّ مخالف پیش آنے والے تمام عقائد پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، چاہے وہ کچھ بھی ہوں، اور معافی، انصاف اور انسانیت کا سلوک کرنا چاہیئے۔ یہ ذمّہ داری جو ایمان والوں پر عائد کی گئی ہے لوگوں کو امن اور متحمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے مذہب کی خوبصورتی کی طرف پیش قدمی دعوت دیتی ہے۔ یہ فیصلہ کہ ان سچّائیوں کا نفاذ کرنا چاہیئے یا نہیں، اعتقاد رکھنا چاہیئے یا نہیں، یہ برخلاف فریق پر منحصر کرتا ہے۔ اس شخص کو اعتقاد کے لیے مجبور کرنا یا اس پر کوئی چیز ناجائز طور پر لادنے کی کوشش کرنا یہ قرآنی اخلاقیات کی خلاف ورزی ہے!

ایک ایسا مثالی سماج جس میں لوگوں کو عبادت کے لیے مجبور کیا جاتا ہے، مکمل طور پر اسلام کا متضاد ہے۔ عقائد اور عبادات کی اسی وقت کوئی قدروقیمت ہے جب وہ اس منفرد کی راضی خوشی سے اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ اگر کوئی نظام لوگوں پر کسی عقیدے یا عبادت کو ناجائز طور پر عائد کرتا ہے تب وہ اس نظام کے خوف سے باہر مذہبی بن جائیں گے۔ مذہبی نکتۂ نظر سے، جو بات حقیقتا" معنی رکھتی ہے وہ یہ کہ ایک ایسے ماحول میں جہاں پر لوگوں کے ضمیر مکمل طور پر ہر ایک پابندی سے آزاد ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشی کے لیے مذہبی اصولوں و احکام کو بجا لائیں!

بے گناہ لوگوں کے قتل کو اللہ تعالی' نے غیر قانونی قرار دیا ہے!

قرآن مجید کے مطابق تمام کبیرہ گناہوں میں سے ایک ایسے انسان کا قتل ہے جس نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے:

"---- اور جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے اس نے گویا تمام لوگموں کو زندہ کردیا۔ ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم و زیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔" (سورہ المائدہ، ۳۲)

جیسا کہ درج بالا آیتوں سے ہم پر منکشف ہے، وہ لوگ جو بغیر وجہ کے معصوم افراد کا قتل کرتے ہیں انھیں بد ترین سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالی' نے اس بات پر متنبّہ کیا ہے کہ کسی ایک شخص کو بغیر معقول وجہ قتل کرنا تمام لوگوں کو، انسانیت کو قتل کرنے جیسا بڑا گناہ ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالی' کے امتیازی حقوق کا احترام کرتا ہے وہ کسی ایک جان کو بھی نقصان نہیں پہنچائے گا، ہزاروں بے گناہ انسانوں کی تو بات ہی الگ ہے! اور وہ لوگ جو اس بھرم میں ہے کہ اس دنیا میں وہ انصاف اور سزا سے بچ نکلے گے وہ روز قیامت اللہ تعالی' کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینے سے بھاگ نہیں سکتے! اس لیے ایمان والے جو جانتے ہیں کہ بعد موت انھیں اللہ تعالی' کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہے، وہ اللہ تعالی' کی قائم کردہ حدود کا حد درجہ احترام کریں گے۔

اللہ تعالی' ایمان وہلوں کو رحم دلی اور درگزر کرنے کا حکم سناتا ہے!

اس آیت میں مسلم اصول اخلاق کی تشریح کی گئی ہے:

---پھر ان لوگوں میں سے ہوجاتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیّت کرتے ہیں۔ یہی دہنی طرف والوں کے ساتھی ہیں۔ (سورہ البلد: ۱۷، ۱۸)

جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے ہم پر واضح ہے، اللہ تعالی' نے اپنے بندوں کے لیے نافذ کیے ہوئے اخلاقی اصولوں میں سے ایک نہایت ہی اہم اصول ہے "ایک دوسرے کو رحم دل بننے کے لیے اصرار کرو" تاکہ ہوسکتا ہے انھیں نجات ملیں، ان پر رحم کیا جائے اور انھیں جنّت ملیں۔

رحم دلی کا سچّا ذریعۂ اللہ تعالی' سے محبّت کرنا ہے۔ کسی شخص کی اللہ تعالی' سے محبّت اللہ تعالی' نے تخلیق کی ہوئی چیزوں سے محبّت کرنا سیکھاتی ہے۔ جو بندہ اپنے رب سے سچّی محبّت رکھتا ہے اسے اللہ تعالی' نے تخلیق کی ہوئی چیزوں سے براہ راست اپناپن اور نزدیکی محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح کی قوی محبّت اور نزدیکی جو وہ اپنے رب سے محسوس کرتا ہے، جس نے اس کی اور تمام انسانوں کی تخلیق کی ہے، وہ قوی محبّت اور نزدیکی اسے قرآن مجید میں دیے گئے حکم کے مطابق اس سے خوش گوار اخلاقی مظاہرہ کراتی ہے۔ اس طرح کے اخلاقی اصولوں پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہی سچّی رحم دلی ابھرتی ہے!

قرآن مجید میں تشریح شدہ اخلاق کا یہ اعلی' میعار جس کا ایمان والوں سے مطالبہ ہے اس کی جڑیں اللہ تعالی' سے گہری محبّت کے سبب نکلتی ہے۔ اللہ تعالی' کے لیے ان کی شدید الفت کا شکریہ، اللہ تعالی' نے قرآن مجید میں اجاگر کیے ہوئے اعلی درجہ کے اصول اخلاق پر عمل درآمد کرنے میں وہ نہایت محتاط، صادق ہوتے ہیں۔ انھوں نے مظاہرہ کی ہوئی رحم دلی اور مدد جو وہ پیش کرتے ہیں، کی وجہ سے ایمان والے لوگوں کو کبھی بھی مقروض محسوس نہیں ہونے دیتے اور نہ ہی کبھی ان سے شکریہ ادا کرنے کی امّید رکھتے ہیں۔ اعلی' درجہ کا اخلاق جس کا ان سے مظاہرہ ہوتا ہے، ان کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالی' کی رضا حاصل کرنا اس بات کی کوشش ہوتی ہے کیونکہ انھیں اس بات کا یقین ہے کہ فیصلہ کے دن انھیں اپنے تمام اعمال کا (اخلاق کا) جواب دینا ہوگا۔

اللہ تعالی' نے صبر و تحمل اور درگزر سے کام لینے کا حکم دیا ہے!

سورہ اعراف، آیت ۱۹۹ اس بات کا اظہار کرتی ہے، "درگزر، معاف کردینے کو اپنا معمول بنا لو"، درگزر کرنا اور صبر و تحمّل سے کام لینا اس تصوّر کو ظاہر کرتی ہے جو کہ مذہب اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے!

اسلامی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تب ہم پر صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنی سماجی زندگی میں کس طرح قرآن مجید کے اس اہم اصول اخلاق کو قائم کیا تھا۔ انھوں نے اپنی پیش قدمی کے ہر موڑ پر غیر قانونی سرگرمیوں کو ختم کردیا اور ایک آزاد اور تحمّل کرنے والا ماحول بنایا۔ مذہب، زبان اور ثقافت کے دائرہ عمل میں انھوں نے اس بات کو ممکن بنایا کہ ہر چند کہ ان کے خیالات ایک دوسرے کے بالکل خلاف تھے، اسی ایک جھت کے نیچے انھیں علم، دولت اور مرتبہ کے فوائد عطا کرتے ہوئے آزادی اور امن سے رہنا سیکھایا۔ اسی طرح عظیم اور

نہایت وسیع خلافت عثمانیہ کو جن بہت سارے اہم وجوہات نے کئی سو سالوں تک قابل وجود بنایا ان میں سے ایک وجہ اسلام نے عطا کیا ہوا صبر و تحمّل اور آپسی سمجھداری تھی۔ کئی سو سالوں سے تحمّل اور رحم دلی مسلمانوں کی شناخت رہی ہے۔ وقت کے ہر موڑ پر وہ نہایت انصاف پسند اور رحم دل رہے ہیں۔ اسلامی سائے میں متعدد قومی نسلی گروہوں نے ان کے مذاہب پر جس طرح سالوں سے وہ عمل درآمد کرتے چلے آرہے تھے اسی طرح آزادانہ اپنے اپنے مذہب پر عمل درآمد اور ان کے خود کی ثقافتوں میں رہنے کے ہر موقع کا لطف اٹھایا اور ان کے طریقے کے مطابق عبادت کی۔

ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اسلام نے انسانیت کو پیش کردہ اخلاقیات ایسی ہیں جن کے نتائج دنیا والوں کے لیے امن، خوشی اور انصاف میں ظاہر ہوتے ہیں۔ "اسلامی دہشت گردی" کے نام پر آج کل جو بھی وحشیانہ پن دنیا میں وقوع پذیر ہورہا ہے، یہ قرآن (اسلام) کے اصول اخلاق کے اسباق میں سے مکمل طور پر نکالا گیا ہے؛ یہ جاہل، متعصّب لوگوں کا، مجرموں کا کام ہے جنھیں مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کا حل ان انفرادی افراد اور گروہوں جو اسلام کے پردے میں وحشیانہ اعمال کے ارتکاب کی کوشش کررہے ہیں، ان کے خلاف لوگوں کو اسلام کے سچّے اصول اخلاق کی ہدایات دینا ہے۔

دیگر الفاظ میں، مذہب اسلام اور قرآن کے اصول اخلاق دہشت گردی اور دہشت گروں کی پشت پناہی نہیں کرتے، لیکن ان تدابیر کی جن سے دنیا کو دہشت گردی کے عذاب سے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

(ترجمہ- ڈاکٹر مختار احمد)